کہفِ الوریٰ



قمر وارثی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کہفِ الوریٰ

قمر وارثی

نام کتاب :	کہفِ الوریٰ
شاعر :	قمر وارثی
ترتیب و تزئین :	اختر لکھنوی
معاون :	صبیح رحمانی
ماہ و سالِ اشاعت :	شعبان ۱۴۱۵ھ جنوری ۱۹۹۵ء
تعداد :	پانچ سو
کتابت و سرورق :	حبیب عالم
مطبع :	اے این ایس پرنٹرز ناظم آباد ۲ کراچی
بائنڈنگ :	رحمت بک بائنڈنگ الحمرا مرکز ناظم آباد ۲
ہدیہ :	۱۸۰/- روپے

ناشر

دبستانِ وارثیہ

۱۲، ایل ۴۴۶ اورنگی، کراچی۔

اِنتساب

اپنی والدہ محترمہ

کے نام

جن کی مامتا بھری دعائیں میرے لئے

اثاثہ زندگی بھی ہیں

اور

سرمایۂ آخرت بھی۔

فہرست

سید ابوالخیر کشفیؒ

دل کی شاعری

قمرؔ وارثی صاحب اور راقم الحروف دونوں کراچی میں رہتے ہیں، لیکن اس شہر میں ہم مشکل سے دو تین بار ملے ہیں۔ اس سے زیادہ ہماری ملاقاتیں اس شہر میں ہوئی ہیں جس کے بارے میں شاعر نے کہا ہے ؎

اے خنک شہرے کہ آں جا دلبر است

اور ان ملاقاتوں میں سے بیشتر ملاقاتیں باب السّلام کی سمت ہوئی ہیں، جب وہاں سے گنبدِ خضریٰ خوب نظر آتا تھا اور ہماری آنکھیں اسکے عکسِ نور سے منور ہوتی تھیں۔

قمرؔ صاحب حد درجہ مودّب نظر آئے۔ اُس کوچے میں مومن کا وجود ہی غبار بن جاتا ہے۔ ان ملاقاتوں میں اکثر انہوں نے ان صاحبوں کی مدینے میں بلکہ مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا الف الف سلاماً) میں موجودگی کی خبر دی جن سے میں واقف ہوں۔ یہ عمل بھی مسلمان کو مسلمان سے قریب تر لانے کا عمل ہے۔ شہرِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جس کی موجودگی کی خبر سُنائی دے، کیا سننے والے پر یہ لازم نہ ہوگا کہ اس کی حاضری کی قبولیت کی دعا نہ کرے۔

قمرؔ وارثی صاحب کے لہجے میں انکسار اور آنکھوں میں شرافت ہے۔ ان دونوں کے مجموعے کو ادب کہہ لیجئے اور ؎

ع ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

اسی ادب نے انہیں نعت گو بنا دیا ہے کہ وہ بارگاہِ عالیہ ہر ادب کا مرجع ہے۔ ہر ادب اُن کے در کی طرف لوٹ کر وقیع تر ہو جاتا ہے۔ انکا پہلا نعتیہ مجموعہ شمسُ الضحیٰ آٹھ سال پہلے ربیع الاوّل ۱۴۰۷ھ میں شائع ہوا تھا اور شاید دوسرا مجموعہ کہف الوریٰ ۱۴۱۵ھ میں شائع ہو جاتا اگر تاخیر کے اسباب نہ ہوتے اور میں بھی اُن اسباب میں شامل نہ ہوتا۔

آئیے پہلے شمس الضحیٰ کے چند اشعار کا مطالعہ کریں۔ ان اشعار کے انتخاب میں "نظر کے سامنے آجانے" کی شرط کے علاوہ کوئی دوسری شرط عائد نہیں کی گئی ہے۔ شاعر کے مقامات کو تلاش کرنے کے طریقوں اور وسیلوں میں یہ طریقہ بھی شامل ہے ؎

حضورؐ! منصبِ معراجِ زندگی کے لئے
بُلا بھی لیجئے اب در پہ حاضری کے لئے

درِ پاک پر سر جھکے اور نہ اُٹھے
حیات اس قدر مختصر چاہتے ہیں

اتباعِ مصطفیٰؐ پر جو عمل پیرا رہا
اس نے ہر مشکل گھڑی اپنے لئے آسان کی

آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ قمرؔ وارثی کی نعتیہ شاعری دل کی شلری ہے مگر اس میں فکر اور غور و تجزیہ بھی شامل ہے پہلے دو شعر اُن کے جذبات کی تصویریں ہیں اور تیسرا شعر مسلمان کی زندگی ہے۔ یہی وہ نسخہ ہے جو قرانِ حکیم نے قربِ الٰہی کے لئے تجویز کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ کا اتباع کرنے والے

سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں اور اس کے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ آپ کا در ہی وہ در ہے جہاں صاحبِ معراج ؐ کے حضور سلام کرنے کا موقع ملتا ہے، پس یہ حاضری خود معراج بن جاتی ہے بشرطیکہ آدابِ حاضری کا حق عملاً ادا کیا جائے۔

شاعری کا مطالعہ میں ترتیب سے نہیں کرتا بلکہ صفحات کی ورق گردانی کرتے ہوئے مطالعے کی محنت کے حاصل کی تلاش کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ "نظر کے سامنے آنے" کی بات آپ سے عرض کر چکا ہوں۔ یہ نکتہ بھی عجیب نکتہ ہے۔ جیسے ہم کسی کی نگاہ میں آجاتے ہیں تو ہمارے زمین و آسمان بدل جاتے ہیں۔ اسی طرح کوئی شعر یا اشعار ہمارے سامنے آجائیں تو ان کی قسمت میں ہمارے تجربے میں شرکت مقدر ہوتی ہے یا وہ اشعار ہمارے لئے ایک نیا گوشۂ فکر یا زاویۂ خیال بن جاتے ہیں۔

"کہف الوریٰ" کے مسودہ کو میں نے کھولا تو یہ شعر میرے سامنے آیا ؎

اپنی منزل روز کر لیتا ہے آساں آفتاب
سبز گنبد کی سلامی پر ہے نازاں آفتاب

مجھے یقین ہے کہ قمروارثی صاحب مجھے یہ شعر اپنے پھوپھی زاد بھائی محمد طلحہ جنیدی کی خدمت میں نذر کرنے کی اجازت دے دیں گے۔ غالباً ۱۹۸۵ء کی بات ہے کہ عمرے کے بعد (ہم اکثر عمرہ انہیں کے ساتھ کرتے ہیں) ہم طلحہ سلمہ کے ساتھ مدینہ شریف گئے۔ رمضان کا مہینہ تھا اور اس وقت تک حرم کا درمیانی صحن دو حصوں میں بٹا ہوا تھا۔ درمیان میں سنہری جالیوں والے کٹہرے تھے اور وہاں بیٹھنے والے اور بیٹھنے والیاں گنبدِ خضریٰ کے نور سے آنکھوں کو منور کرتے تھے۔ طلحہ نے پہلے ہی دن کہا، بھائی جان اور بھابی! عصر کی نماز کے بعد اسی صحن میں بیٹھا کیجئے۔ تاکہ آپ گواہی دے سکیں کہ سورج

گنبدِ خضراء کو کس طرح سلامی دینے کے بعد اپنے مستقر کا رُخ کرتا ہے اور اُس شام کے بعد سے آج تک سلامی کی گواہی کم سے کم میری قسمت میں ہے۔ مسلم خواتین اپنے رسول، اپنے آقا اور اپنے سب سے بڑے مربی سے مکانی طور پر دور تر کر دی گئی ہیں مگر مسافت، دوری و قربت کی پیمائش تو دل سے ہوتی ہے۔

لیجئے ایک اور صفحہ کھلتا ہے اور عجب بات ہے کہ اس مرتبہ بھی مطلعے پر ہی نظر پڑتی ہے ؎

رکھتا ہے کیف و راحتِ فکر و نظر سے کام
یادِ نبیؐ میں جس نے لیا چشمِ تر سے کام

بات راحت و کیف تک محدود ہوتی تو یہ ہم جیسوں کا عام تجربہ ہوتا۔ راحت مدینہ طیبہ میں نہیں ملے گی تو کہاں ملے گی۔ کیف مواجہ شریف اور ریاض الجنۃ میں نصیب نہیں ہو گا تو کہاں نصیب ہو گا مگر یہاں تو معاملہ ؎

جہاں تمام سوادِ حرم ہوا مجھ کو

کا معاملہ ہے۔ دنیا کا کوئی گوشہ ہو، اس خاکداں کا کوئی حصہ ہو، یادِ محمد مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے گلزار ہو جاتا ہے اور چمک اٹھتا ہے مگر اس شعر کا اصل نکتہ فکر و نظر و چشمِ تر کا امتزاج ہے۔ اُس موضوعِ حُبِّ مومن، اُس صاحب وحی (وحی، عرفان و فکر و نظر رحمانی ہے) سے رشتہ فکر و نظر اور چشمِ تر کو نئی وحدت بنا دیتا ہے۔ میں نے یہ نکتہ اپنے کئی تنقیدی مضامین میں عرض کیا ہے کہ شاعر فکر کو دل کی دھڑکن میں اور جذبہ کو عقل و تفکر میں بدل کر ایک دوسرے کی تکمیل کرتا ہے۔ عقل و دل ایک ہو جاتے ہیں، الفاظ اپنی اندرونی غنائیت سے رقص کرنے لگتے ہیں۔ اس مرحلے تک پہنچنے کا موقع نعت گو شاعر کو جس طرح مل سکتا ہے،

دوسروں کے لئے مشکل ہے۔

"کہف الورٰی" پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے لیکن سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کئی محترم حاضر باشوں کا فرض اس قلم کو ادا کرنا ہے۔ اس لئے اس تحریر کو سمیٹتا ہوں اور تحدیثِ نعمت کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ رات اپنے پایان تک پہنچ چکی ہے۔ اذانِ فجر ہونے والی ہے۔ اس تحریر کو بھی درود سلام کے زمرہ میں شامل کرتا ہوں۔ لیکن یہ ساعت درودِ ابراہیمی کی ساعت ہے اور جناب قمر وارثی کے حق میں دعا کا ہنگام ہے اور نعت گو کے لئے دعا دراصل اس کائنات اور اہلِ کائنات کے لئے دعا ہے۔

سید ابوالخیر کشفی
پروفیسر شعبۂ اردو جامعہ کراچی
۱۰ ربیع الاوّل ۱۴۱۵ھ (روزِ جمعہ)
م ۲۶ اگست ۱۹۹۴ء

قطعۂ تاریخ

پسِ حرفِ ثنا پنہاں صدا صلّے علیٰ کی ہے
عجب معجز نمائی عشق و نعتِ مصطفےٰؐ کی ہے

سرِ قرطاس روشن ہیں سخنؔ شمعیں عقیدت کی
یہ "ضو ریزی یہ سب تابندگی کہف الوریٰ کی ہے"

۱۹۹۵ء

سجاد سخنؔ

عاصی کرنالی

کہفِ الوریٰ میری نظر میں

قمر وارثی اچھی نعت کہتے ہیں، بہت اچھی نعت کہتے ہیں۔ میں نے "کہف الوریٰ" پر چند سطور لکھ لینے کے بعد ان کے پہلے نعتیہ مجموعے شمس الضحیٰ مطبوعہ ۲۰۰۰؁ پر اکابرینِ ادب کی آراء پڑھیں۔ سبھی نے ان کے بارے میں کلماتِ تحسین کہے ہیں اور ان کے محاسنِ شعری کا اعتراف کیا ہے۔ آٹھ سال بعد دوسرا مجموعہ یقیناً ان کے سفرِ ذوق کے ارتقاء کا آئینہ دار اور اگلی بلند تر منزل تک ان کی رسائی کا اظہار نامہ ہے۔

انساں کی ریاضت جس میں لگن ہو، خلوص ہو، سچائی ہو، یقیناً ثمر آور ہوتی ہے۔ قمر وارثی کے یہاں پُر خلوص فنی ریاضت نے انہیں یہ مقامِ افتخار اور منزلِ اعتبار بخشی ہے کہ ناقدین فن ان کے معترف ہیں۔

مجھے بہت دنوں بعد یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ میں نے کہف الوریٰ کی اچھی نعتوں کو دل لگا کر پڑھا ہے اور دورانِ مطالعہ میں خود بہت سی کیفیتوں سے گذرا ہوں۔ میرے خیال میں اچھی شاعری وہی ہے جو شاعر کے جذبہ و فکر کے حوالے سے ہمارے اپنے جذبہ و فکر کو بے تاب اور متحرک کر دے اور ہم اس کے آئینۂ خیال میں اپنے محسوسات کا چہرہ دیکھ سکیں۔ ایسی شاعری جس طرح شاعر کے قلب پر نزول کرتی ہے اسی طرح قاری کے دل پر بھی نازل ہوتی ہے۔ صرف تقدیم و تاخیر کا فرق ہوتا ہے۔

قمرؔ وارثی کی نعت گوئی کی بنیاد شعور پر ہے۔ ایسا شعور جو نیر روشنی بن کر قدم بہ قدم ان کو راہ دکھاتا ہے، راستے کے نشیب و فراز سے آگاہ کرتا ہے اور انہیں صراط المستقیم پر رکھ کر منزلِ مقصود و محمود کو ان پر چہرہ کشا کرتا ہے۔ اس شعور کے سبب قمرؔ وارثی آدابِ نعت گوئی کے رموز و نکات کا عرفانِ کامل رکھتے ہیں۔ ان کے یہاں اسی شعور کی برکت سے احتیاط، اعتدال، توازن اور سلیقہ مندی موجود ہے۔ انہیں ہر لمحے یہ احساس رہتا ہے کہ وہ کس ذاتِ رفیع المرتبت کی توصیف کر رہے ہیں۔ جامعیت اور اکملیت کے اس مظہرِ اتم کا منصبِ رسالت اور اس منصب کے تقاضے کیا ہیں۔ نیز قمرؔ کو اپنی کم مائیگی، ہیچ مقداری اور عجزِ وفن کا بھی مکمل احساس ہے۔ اسی احساس نے انہیں شعور سے بہرہ مند کیا ہے اور انہوں نے نعت کو حسبِ توفیق معیارِ جمال اور جمالِ معیار سے آراستہ کیا ہے۔ قمرؔ وارثی کو اندازہ ہے کہ وہ اُس کی بارگاہِ عظمیٰ میں مدحت گذار ہیں جس کا حرف حرف علم زا اور ادب آفریں ہے۔ اسی لئے وہ نہایت شائستہ مزاجی اور سلیقہ شعاری کے ساتھ نعت کو بناتے، سنوارتے اور سجاتے ہیں اور اسے ایک خوش جمال نذرانہ بنا کر علم و ادب کے مصدرِ کامل کی نگاہِ التفات کے سامنے حاضر کر دیتے ہیں۔ قمرؔ وارثی اس فنی اور معنوی تلازمے کو روا رکھنے اور برتنے کے سبب گویا نعت گوئی کی اس تمام روش و روایت کو مسترد کر دیتے ہیں۔ جس میں سلیقے کی کمی، شعور کا فقدان، مبالغے اور غلو کے عناصر، دیوانگی و بے خبری اور افراط و تفریط کے معائب پائے جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک اُس صرافِ اعظم کے حضور ناقص اور کھوٹا مال پیش کرنا بجائے خود ایک لغزش ہے۔ قمرؔ وارثی کی نعت ایک معیار متعین کرتی ہے اور مسافرانِ نعت کو ایک راہِ ہموار، ایک جادۂ درست اور ایک رہ گذارِ استقامت کی جانب آواز دیتی ہے کہ ایسے

نعت کہو اور اس طرح حضور علیہ السلام کی نگاہِ التفات کے روبرو اپنا نذرانۂ عقیدت پیش کرو۔

قمر وارثی کی نعت میں وہ سب موضوعات و مضامین ہیں جو ضروری ہیں اور نعت گوئی کے مسلمات و تلازمات کہلاتے ہیں۔ انکی نعت نعت کی اقسام اور موضوعاتی تقسیم کے کسی دائرے میں نہیں آتی جو نعت کے نقادوں نے ذوق اعتبار سے قائم کر رکھے ہیں اور جو ہمارے خیال میں قیود و حدود کی ایک غیر ضروری کوشش ہیں بلکہ قمر وارثی کی ہر نعت میں قریب قریب ہر ضروری مضمون اور ہر لازمی کیفیت موجود ہے۔ کربِ ذوق، آرزوئے دید، کیفِ حضوری، مدینۃ النبیؐ اور روضۂ سرکارؐ کے مظاہر و تجلیات اور اس دیارِ اقدس میں زائر کے قلب پر گزرنے والی کیفیات، دیدارِ مکرر کا ارماں، واپسی کے بعد قلبی احوال و محسوسات۔ ان ذاتی حالتوں کے علاوہ نعت گوئی کے اجتماعی مضامین، حضورؐ کی محبت کے ساتھ اتباع کی شرط و ضرورت، حضورؐ سے توسل و تمسک اور التفات طلبی، حضورؐ سے فریاد و استغاثہ، حضورؐ کی خدمت میں احوالِ امت کا اظہار استعانت۔ الغرض قمر وارثی کی نعت جہاں قدیم ادوار کی خصوصیات کی حامل ہے وہیں ہمارے عہد کے مسائل و احوال کی آئینہ دار بھی ہے اور کسی نوعی تقسیم میں لا محدود ہونے کی بجائے اپنا ایک ہمہ جہت کینوس رکھتی ہے۔ نعت کے اس تمام تخلیقی عمل میں حسن کاری موجود ہے۔ زبان و بیان اور اظہار کا تمام ترجماں ان کے یہاں بہ ہر جا دامن کشِ دل و نگاہ ہے۔

قمر وارثی نے "شمس الضحیٰ" سے "کہف الوریٰ" تک کے سفر میں ایک خوبصورت جدت اختیار کی ہے کہ خود نئی زمینیں ایجاد کی ہیں اور اپنی پیدا کردہ ردیفوں کے ساتھ نہایت مناسب و موزوں قوافی کا نظام قائم

کیا ہے۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ وہ پرانے انداز کی ردیفوں کے سبب روایتی مضامین سے بچے ہیں دوسرے ان قافیہ وردیف کی نوایجادی نے ان کے سامنے نئے اور شگفتہ مضامین وسعت و کثرت کے ساتھ بہم پہنچائے ہیں اور اس طرح ان کا یہ دوسرا مجموعہ نہایت شگفتہ اور رہرا ابھرا نظر آتا ہے۔ آئیے چند زمینوں کی سیر کریں :۔ محمدؐ مل کے آپس میں، گنبد مل کے آپس میں۔ آگہی کا اعتبار۔ روشنی کا اعتبار + اپنا رشتہ۔ کیسا رشتہ + زباں ہے خوشبو۔ بیاں ہے خوشبو + مکیں روشن۔ زمیں روشن + شعور آقاؐ۔ سرور آقاؐ + انبساطِ زندگی۔ نشاطِ زندگی + دشوار یقیناً۔ اقرار یقیناً + فردا کے پھول۔ خضرا کے پھول + بلاغ رکھا ہے۔ چراغ رکھا ہے + کردار آنکھیں۔ بیدار آنکھیں + اشکِ رواں کی محفل۔ جہاں کی محفل +

میں چاہتا تھا کہ میں اشعار کا ایک انتخاب درج کروں لیکن مجموعے میں اچھے اشعار کثرت سے ہیں بلکہ سارے ہی اشعار اچھے لگے، اس لئے اس سعئ لاحاصل سے رکا رہا۔ پھر میں نے یہ بھی چاہا کہ میں قمرؔ وارثی کی نعت پر آٹھ دس صفحات لکھوں لیکن اس خیال سے میں نے یہ جسارت نہ کی کہ حسُن کی تعریف میں آپ دفتر کے دفتر لکھ ڈالیں اور حسن کے محاسن و لتوصیفات و محامد میں ورق کے ورق سیاہ کردیں، یہ سب ایک طرف اور اتنی بات اپنی جگہ کافی ہے کہ یوں کہہ دیا جائے کہ حسُن کیا ہے "یہ حسُن کا یہ تعارف سب پر بھاری ہے۔

عاصی کرنالی

ملتان

صبیح رحمانی

آئینۂ عقیدت

قمر وارثی اردو غزل کے ایسے چند معتبر شعرا میں سے ہیں جو کلاسیکی آہنگ کو قائم رکھتے ہوئے جدید حسیّت کو شعری پیکر عطا کر رہے ہیں انہوں نے ماضی سے بغاوت کو اپنا شعار نہیں بنایا ۔ ادب سے ہٹ کر ان کی زندگی میں بھی اس کا ثبوت ملتا ہے ان کے باطن میں جو مذہبی انسان پرورش پا رہا ہے اس نے اک ایسی آگ کو اپنے من میں سُلگا رکھا ہے جو دل کو نور اور دماغ کو سُرور عطا کرتی ہے اور دنیاوی آرائشوں کو قریب بھی پھٹکنے نہیں دیتی ۔ روح میں سُلگنے والی ایسی آگ کو قمر وارثی نے کہف الوریٰ کی نعتوں میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے جو جذبوں کی تہذیب ، شعور کی توسیع اور روحانی عناصر کے ساتھ زندگی کے مختلف مراحل طے کرتی نظر آتی ہیں ۔ ان میں عقیدت ، ادبیت ، زبان و بیان کا حُسن اور فکری سطح پر نئے اور روشن افق کی جستجو ہے اور سب سے بڑھ کر ان کا اپنا لہجہ جو ان کے شعری تشخص کو اُجاگر کرتا ہے ۔ اس حوالے سے چند اشعار دیکھئے ۔

نہیں رکھتے سرور و کیف کی حد مل کے آپس میں
کہ لب جس وقت کہتے ہیں محمدؐ مل کے آپس میں

منزلِ عشقِ نبیؐ وہ ہے کہ جس کی دھن میں
چاک ہو جائے تو ہوتا ہے مثالی دامن

مدینے سے عجب ہوتا ہے عالم آنے والوں کا
زباں خاموش آنکھیں نم بدن خوشبو جبیں روشن

کسی کے ہیں نہ ہوئے ہیں مرے حضورؐ کے ہیں
وہ نقشِ پا جنھیں کرتے ہیں مہر و ماہ تلاش

آفتابِ گنبدِ خضرا کے سیارے ہیں سب
اہلِ عرفاں اہلِ دل اہلِ نظر میں اور چراغ

قمرؔ وارثی نے کہف الوریٰ کی تمام نعتیں حاضری میں حضوری کی کیفیتوں کے درمیان بارگاہِ رسالتؐ میں پیش کی ہیں یہی وجہ ہے ان میں طمانیت کی معراج ہی نہیں بلکہ ایک عجیب نوع کی سرشاری بھی ہے جو قمرؔ وارثی کی شعری قابلیت اور خوش بختی پر ہم سے باجِ اعتراف طلب کر رہی ہے۔

صبیح رحمانی
۱۰ جون ۱۹۹۴ء

قمرؔ وارثی

بین السّطور

تقریباً ڈیڑھ سال قبل استاد رشید انجمؔ صاحب کی دعوت پر میں اور صبیحؔ رحمانی کیڈٹ کالج مستونگ میں منعقد ہونے والے نعتیہ مشاعرے میں شرکت کے بعد کراچی آرہے تھے۔ سفر کے دوران نعت اور اس کے تقدّس پر گفتگو ہو رہی تھی، باتوں باتوں میں صبیحؔ رحمانی نے کہا کہ آپ کا پہلا نعتیہ مجموعہ "شمس الضحیٰ" شائع ہوئے کم و بیش سات آٹھ سال کا عرصہ گذر گیا ہے لہٰذا اب دوسرا مجموعہ آنا چاہیئے۔ میں نے کہا کہ سرکارؐ کے کرم سے نعتیں تو خاصی ہو گئی ہیں اور . . . . ابھی میں مزید کچھ کہہ بھی نہ سکا تھا کہ صبیحؔ نے مشورہ دیا کہ "اپنے آئندہ نعتیہ مجموعے میں ایسی نعتیں شامل کیجیے جن میں آپ نے ردیفوں کا خصوصیت کے ساتھ اہتمام کیا ہے"۔ اچھا مشورہ، مشورہ دینے والے کے خلوص، نیک نیّت اور دلی محبت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ صبیحؔ کے اس مشورے سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔

میں جب بھی اپنی کسی کتاب کی اشاعت کا ارادہ کرتا ہوں، اپنے استاد، قبلہ رشید انجمؔ اور اپنے محسن اختر بھائی (اخترؔ لکھنوی) سے رائے ضرور لیتا ہوں۔ لہٰذا صبیحؔ رحمانی کے مشورے کی روشنی میں جب ان سے گفتگو ہوئی تو دونوں حضرات نے بھی مسرت کا اظہار فرمایا۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ استاد رشید انجمؔ صاحب اور اختر بھائی کے ساتھ ساتھ صبیحؔ رحمانی

جیسے عدیم الفرصت لوگ بھی ہے لئے روشن کردار ادا کرنے والوں میں شامل ہیں۔

"کہفِ الوریٰ" میں شامل نعتوں کے حوالے سے محترم ڈاکٹر ابوالخیر کشفی، محترم حفیظ تائب، محترم عاصی کرنالی اور محترم حنیف اسعدی نے جس محبت سے اپنے گرانقدر خیالات کا اظہار فرمایا ہے، میرے لئے کسی سرمائے سے کم نہیں۔ یہ سب اللہ ربّ العزّت کے فضل وکرم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت کا فیض ہے، ورنہ میں کیا اور میری بساط کیا۔ اپنے آپ کو اس مقام پر دیکھ کر اختر بھائی کا یہ شعر جتنی بار بھی پڑھوں، کم ہے ؎

حضورؐ آپ نے مجھ کو بہت نوازا ہے
حضورؐ آپ کے الطاف کا شمار کہاں

سن ۱۹۸۸ء اور محترم اظہر عباس ہاشمی میری زندگی میں انتہائی اہمیت کے حامل ہیں کہ اس مبارک سال میں مجھے عمرے کی سعادت اور بارگاہِ رسالتؐ میں حاضری کا پہلی بار شرف حاصل ہوا، اور اس پورے سفر کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیبؐ کے صدقے محترم اظہر عباس ہاشمی کو وسیلہ بنایا۔ جس شخص کے وسیلے سے میں زندگی کی معراج تک پہنچا، اُس کی تکریم کے لئے میری رگوں میں گردش کرنے والے لہو کی کیا کیفیت ہوگی، اس کا اندازہ کوئی صاحبِ دل ہی کرسکتا ہے۔

میری خواہش تھی کہ "کہفِ الوریٰ" کی اشاعت سے قبل تمام نہ سہی، کچھ ہی نعتوں کا مطالعہ ہاشمی صاحب بھی کرلیتے، مگر ان کی منصبی ذمہ داریاں اور دیگر مصروفیات انہیں اپنے گھر تو گھر، عموماً کراچی ہی سے باہر رکھتی ہیں۔ ایسی صورتِ حال میں وہ کچھ ممکن ہوتا نظر نہیں آرہا تھا جس کا تقاضا میرے اندر سے ابھرنے والی آواز کر رہی تھی۔ اسی دوران مدینے سے ایک بار

پھر نہ صرف بلاوا آ گیا بلکہ خوش قسمتی سے محترم اظہر عباس ہاشمی کی قیادت بھی نصیب ہوئی۔ ان مبارک ساعتوں میں تقریباً چالیس ایسی نعتیں سرکارؐ کی بارگاہ میں پیش کرنے کا موقعہ میسّر آیا جو اس نعتیہ مجموعے میں شامل ہیں۔ نعتیں اور ہاشمی صاحب، دونوں ساتھ اور مدینۂ منورہ میں قیام، اس سے زیادہ مبارک گھڑیاں اور کیا ہو سکتی تھیں۔ یہیں نہ صرف ہاشمی صاحب بلکہ محترم سرشار صدیقی نے بھی بڑی دلچسپی سے ان نعتوں کا مطالعہ اور پھر خوشی کا اظہار کر کے "کہف الوریٰ" کی اشاعت میں خاص کردار ادا کیا ہے۔

حضرت علامہ و مولانا الحاج معین الدین ظہوری چشتی نعیمی (سجادہ نشین دربارِ ظہوریہ) اور علامہ محمد میاں نعیمی (خطیب جامع مسجد ظہوریہ) اپنی محبتوں کے ساتھ ساتھ میری تمام شعری و ادبی کاوشوں کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور میری منظرِ عام پر آنے والی ہر کتاب کے لئے منتظر رہتے ہیں۔ اس محبت اور خلوص پر میں ان کا تہہِ دل سے شکر گذار اور بارگاہِ رسالتؐ مآب میں "کہف الوریٰ" کی قبولیت کے لئے اُن سے خصوصی دعا کا طالب ہوں۔

قمرؔ وارثی

۱۲۔ ایل ۴۴۶، اورنگی کراچی

فون: ۶۶۵۹۲۸۵

حمدِ باری تعالیٰ

جہاں میں ہوتے ہیں اے دل خدا کی قدرت سے
کرم پہ سنگ بھی مائل خدا کی قدرت سے

ہجومِ گردشِ دوراں ہے اور میں تنہا
مگر کھڑا ہوں مقابل خدا کی قدرت سے

حق آگہی کے دیئے مل کے توڑ دیتے ہیں
غرورِ ظلمتِ باطل خدا کی قدرت سے

گمان میں بھی نہ تھا جن کا زندگی سے خروج
رہے نہ وہ بھی مراحل خدا کی قدرت سے

حصارِ ذات میں محوِ جہاد رہتے ہیں۔!
خود اپنے نفس کے قاتل خدا کی قدرت سے

خدا کو یاد نہ رکھیں تو یہ بھی ہوتا ہے۔!
عذاب ہوتے ہیں نازل خدا کی قدرت سے

سفر شناس قمرؔ لاکھ ہو کوئی لیکن
نصیب ہوتی ہے منزل خدا کی قدرت سے

✡ ✡

نعتیں

کیا خدا کیا جنّ و انساں کیا زمیں کیا آسماں
سب شہِ دیںؐ کے ثنا خواں کیا زمیں کیا آسماں

جلوۂ شاہِ اممؐ سے پا رہے ہیں عظمتیں . !
ہو گے سب آئینے حیراں کیا زمیں کیا آسماں

آپؐ ہیں یا سرورِ کون و مکاں بس آپؐ ہیں
سب جہانوں کے نگہباں کیا زمیں کیا آسماں

اللہ اللہ آب و تابِ نقشِ پائے مصطفےٰ
ہے بہ ہر منزل چراغاں کیا زمیں کیا آسماں

چھن رہی ہے وہ سنہری جالیوں سے روشنی
ہیں نظر میں روئے تاباں کیا زمیں کیا آسماں

شانِ جہاں ہے عجب ذاتِ نبیؐ سے جلوہ گر
اپنی قسمت پر ہیں نازاں کیا زمیں کیا آسماں

سبز گنبد اور معراجِ شہِؐ دیں کے طفیل
ہیں قمرؔ عظمت بداماں کیا زمیں کیا آسماں

شعورِ دل شعارِ جاں کمالِ چشم حیرت گم
عجب ہے منزلِ طیبہ مسافر گم مسافت گم

نہیں کچھ بھی مگر سرکارؐ سے نسبت پہ نازاں ہوں
بلندی کے اس آئینے میں ہے پستی کی صورت گم

کرم فرما کچھ ایسی یادِ آقاؐ ہے کہ رکھتی ہے
سرِ مژگان دیئے روشن، حصارِ دل سے ظلمت گم

ہمارا ذکر کیا ہم ہیں کہاں کے چاہنے والے
رہِ حبِّ نبیؐ میں ہے دو عالم کی محبت گم

یہ مہر و ماہِ تاباں کیا یہ بزمِ کہکشاں کیسی
خیالِ گنبدِ خضرا میں ہے سب کی حقیقت گم

درِ آقاؐ پہ دیکھی ہے فضا وہ نظمِ ہستی کی
زبانِ چشمِ نم گویا، لب گویا کی طاقت گم

وہ قطرہ حرفِ مدحت کا نہ جانے کیا ہے وسعت میں
قمرؔ جس کے تجسس میں ہے بحرِ علم و حکمت گم

سجا کے اپنی محبت سے آئینہ دل کا
بلند کر دیا آقا نے مرتبہ دل کا

یہ فیضِ عشقِ نبیؐ ہے کہ اہل دل ہم سے
بضد ہیں آئیے کر لیں تبادلہ دل کا

جمالِ گنبدِ خضرا سے لے کے بینائی
بدل کے رکھ دیا آنکھوں نے زاویہ دل کا

رہِ نبیؐ میں فنا ہے درِ بقا کی سند
خرد سمجھ نہیں سکتی یہ فلسفہ دل کا

خیالِ کوچۂ طیبہ کی بات کیا کہیئے
ہمیشہ رہتا ہے موسم بہار یہ دل کا

حصار کھینچ کے یادِ نبیؐ کا بیٹھا ہے
ہوا ہے ختم نہ ہوگا مراقبہ دل کا

بہ حرف اذنِ حضوری ملا جواب قمرؔ
درِ نبیؐ پہ جو پہنچا مراسلہ دل کا

آج تک ہیں اِس خبر سے بے خبر، میں اور چراغ
ہیں رہِ طیبہ میں کب سے ہمسفر، میں اور چراغ

جستجوئے منزلِ طیبہ میں کرتے آئے ہیں . . . !
احترام اک دوسرے کا ٹوٹ کر، میں اور چراغ

ٹانک لائے ہیں جبینوں پر مہکتی روشنی
جب سے چھو آئے درِ خیرُ البشرؐ میں اور چراغ

ہو کے وابستہ درخت اسوۂ سرکارؐ سے
جی رہے ہیں نور و نکہت کے ثمر میں اور چراغ

گردِ راہِ کوچۂ آقاؐ ہوئے تو پا گئے..!
روشنی تقسیم کرنے کا ہنر، میں اور چراغ

آفتابِ گنبدِ خضرا کے سیّارے ہیں سب
اہلِ عرفاں اہلِ دل اہلِ نظر، میں اور چراغ

صبحِ ذکرِ مصطفےٰؐ ہو یا شبِ فکرِ نبیؐ..!
ربط رکھتے ہیں اجالوں سے قمر میں اور چراغ

دل گوارا نہ کرے جاں سے بھی اپنا رشتہ
عشقِ سرکارؐ سے رشتہ ہو تو ایسا رشتہ

منزلِ مقصدِ ہستی کی سند رکھتا ہے
نقشِ پائے شہِؐ والا سے نظر کا رشتہ

جب سما جائیں در و بامِ نبیؐ آنکھوں میں
پھر کسی جلوہ گہِ دید سے کیسا رشتہ

اُس پہ روشن ہوئے عرفانِ الٰہی کے نقوش
جس نے رکھا درِ سرکارؐ سے گہرا رشتہ

خاکِ طیبہ سے کرے کسبِ ضیاء لوحِ جبیں
ہے یہ رشتوں میں بڑی عظمتوں والا رشتہ

اب قضا آئے کہ ہنگامۂ محشر جاگے
اہلِ دل کا نہیں سرکارؐ سے کچّا رشتہ

اے قمرؔ کوئی نہیں از پئے معراجِ سخن
مدحتِ صاحبِؐ معراج سے اچھا رشتہ

☆☆

نہیں رکھتے سُرور و کیف کی حد مل کے آپس میں
کہ لب جس وقت کہتے ہیں محمدؐ مل کے آپس میں

مدینے میں یہ دل تو قید ہو جاتا ہے اور آنکھیں
فضائے نور کرتی ہیں مقیّد مل کے آپس میں

جمالِ گنبدِ خضرا میں کیا کھوئے کہ پھر یکسر
نگاہ و دل نے ہر منظر کیا رد مل کے آپس میں

کرم فرما عجب ہوتے ہیں ذرّے خاکِ طیبہ کے
بنا دیتے ہیں ساکن کو مشدّد مل کے آپس میں

نہ کرتا مرکز و محور عطا عشقِ شہؐ والا . . !
تو رہتے دیدہ و دل بھی نہ شاید مل کے آپس میں

نہ کیوں طاقِ اخوت جگمگا اٹھتا کہ آقاؐ نے
کیا روشن چراغِ سنگِ اسود مل کے آپس میں

سفر بینائی کا جلووں سے اپنے روک دیتے ہیں
قمرؔ بابِ نبیؐ ، مینار و گنبد مل کے آپس میں

جب سے دیکھا ہے فضائے کوچۂ طیبہ کا رنگ
گفتگو کرتا ہے مجھ سے عالمِ بالا کا رنگ

روشنی اس کا مقدر آگہی اس پر فدا!
جس کو حاصل ہے غمِ عشقِ شہِؐ والا کا رنگ

جس کو آجائے شعورِ اتباعِ مصطفےٰؐ
ٹانک دیتا ہے رخِ امروز میں فردا کا رنگ

جل اٹھے ہیں میرے حق میں بھی حضوری کے دیئے
کتنا روشن ہے مآلِ مدحتِ آقاؐ کا رنگ

جلوہ گاہِ مصطفےٰؐ میں کھو گئیں آنکھیں تو پھر
دل کے آئینے میں اترا دیدۂ بینا کا رنگ

دامنِ خاکِ مدینہ میں جگہ پانے کے بعد
رشکِ گوہر ہو گیا ہے اشکِ بے مایہ کا رنگ

اے قمر اترا جو بحرِ اسوۂ سرکارؐ میں !
اڑ گیا ہستی سے اس کی نفسِ امّارہ کا رنگ

✡✡

بن گیا گلدستۂ کامل رسالت کا گلاب
جب نبوّت سے مِلا ختمِ نبوّت کا گلاب

ہیں بہاریں عظمتوں کی اس کے زیرِ پا حضورؐ
آپؐ نے بخشا جسے اپنی محبت کا گلاب

گنبدِ خضرا ہے یکتا گلشنِ کونین میں
اپنی رفعت اپنی نکہت اپنی رنگت کا گلاب

ہے یہ اعجازِ نمونے اتباعِ مصطفیٰؐ
شاخِ حیرت پر کھلا ہے میرے قامت کا گلاب

اے بہارِ نور و نکہت رہ کے تیرے درمیاں
ڈھل گیا رنگِ بصیرت میں بصارت کا گلاب

دستِ آقاؐ نے پئے تزئینِ راہِ آشتی
سنگِ اسود سے تراشا ہے اخوت کا گلاب

باغِ طیبہ کی خرامی ہے مقدر اس کا نصیب
بخش دیں جس کو شہِؐ والا اجازت کا گلاب

میں، میں بھی رہ نہ جاؤں خود اپنی نگاہ میں
ایسی سپردگی ہو شہِ دیںؐ کی چاہ میں

خوشبو، دھنک، چراغ، صبا، رنگ، کہکشاں
سب میرے ہمسفر ہیں مدینے کی راہ میں

ہیں فیضیابِ نقشِ کفِ پائے مصطفٰےؐ!
ورنہ تھی آب و تاب کہاں مہر و ماہ میں

قائم ہے جب سے یادِ شہِؐ دیں کا سلسلہ
روشن ہیں زندگی کے دیئے میری آہ میں

دیکھی جو سر پہ خاکِ مدینہ تو یوں لگا
جیسے ٹنکے ہوئے ہوں ستارے کلاہ میں

پہنچا رہا ہے منزلِ رفعت پہ حرف کو
جب سے قلم ہے نعتِ نبیؐ کی پناہ میں

دربارِ فکر میں ہے قسمِ حرفِ نعت ابھی
ہے جشنِ انتظار لبوں کی سپاہ میں

منکشف یہ راز آنکھوں نے کیا برسا کے پھول
مہرباں ہیں کس قدر یادِ شہِ والا کے پھول

تیرے قرباں اے ہوائے اتباعِ مصطفٰےؐ!
گلشنِ امروز میں کھلنے لگے فردا کے پھول

باغِ طیبہ میں خرامی کی اجازت کیا ملی!
دامنِ ہستی نے پائے نعمتِ عظمٰی کے پھول

نکہتوں نے عام کر دی اپنے ہونے کی خبر
جب لبوں پر کھل اٹھے ہیں مدحتِ آقاؐ کے پھول

خاکِ طیبہ، جس کو چھونے کا شرف حاصل ہوا
اُس جبیں کو دیکھتے ہی رہ گئے شرمائے پھول

ذکرِ آقاؐ سے ہے ایسی قریۂ جاں کی فضا
جیسے گزرا ہو کوئی اِس راہ سے مہکا کے پھول

رشک آتا ہے بہ حرفِ نعت میں کرتا ہوں پیش
بارگاہِ مصطفیٰؐ میں جب قمرؔ خود جا کے پھول

ہے یقیناً سفر اُس قلمکار کا چاندنی کہکشاں
خاکِ طیبہ کے ذرّوں کو جسنے لکھا چاندنی کہکشاں

کیوں نہ ہو ذکر و فکرِ شہِؐ دوسرا چاندنی کہکشاں
ہر عمل، ہر قدم، ہر سخن آپؐ کا چاندنی کہکشاں

اہلِ دل کے لئے سیرتِ شاہِ دیںؐ، چشمِ بینا میں کردارِ شاہِ اممؐ
روشنی روشنی آئینہ آئینہ چاندنی کہکشاں

شوق جس کا حصولِ درِ مصطفےٰؐ زندگی جس کی یادِ شفیعُ الوریٰ
کیوں نہ ہو اُسکے قلب و نظر کی فضا چاندنی چاندنی کہکشاں کہکشاں

اس حقیقت کے در علم و فن پر کھلے، ظلمتوں سے عبارت ہیں سب راستے
ہے فقط اتّباعِ رسولِؐ خدا چاندنی چاندنی کہکشاں کہکشاں

گام در گام کیا ہے نفس در نفس، رہروِ منزلِ معرفت کے لئے
اُن کے دامن سے وابستگی کی جزا چاندنی چاندنی کہکشاں کہکشاں

لمحہ لمحہ بہ شوقِ جنوں اے قمرؔ کیوں نہ ہو معتبر زندگی کا سفر
تا بہ منزل ہیں سرکار کے نقشِ پا چاندنی چاندنی کہکشاں کہکشاں

☆ ☆

بن کر سفیرِ اسوۂ خیر البشرؐ کرن
صدیوں سے کر رہی ہے دلوں میں سفر کرن

لکھا تھا میں نے حرفِ ثنائے نبیؐ مگر
چہرہ نما ہے سینۂ قرطاس پر کرن

دل میں نبیؐ کے عشق سے روشن جبیں بھی ہے
گویا شجر ہے نور تو شاخِ شجر کرن

نسبت نے رنگِ چہرۂ فطرت بدل دیا
سنگِ رہِ نبیؐ ہے کہ پیشِ نظر کرن

ہر محیطِ انفس و آفاق ہو گئی
وابستہ ہو کے ماہِ رسالتؐ سے ہر کرن

روشن ہے کتنا لمحۂ یادِ شہِ اممؐ!
انگڑائی لے رہی ہے سرِ چشمِ تر کرن

ذکرِ نبیؐ سے جس کی عبارت ہوں جنبشیں
کیسے نہ اُس زبان سے پھوٹے قمر کرن

چراغِ ذکر و فکرِ مصطفےٰؐ سے کیا نہیں روشن
زباں روشن بیاں روشن مکاں روشن مکیں روشن

عجب دیکھی فضا وابستۂ یادِ نبیؐ ہو کر
گماں بھی دل میں ہوتا ہے بہ اندازِ یقیں روشن

وہ رستے ماورائے چشمِ حیرت ہیں جو ہوتے ہیں
بفیضِ اتباعِ رحمت اللعالمیںؐ روشن

پہنچتا تھا خیالِ جنبشِ لب ہائے آقاؐ تک
سماعت میں ہوئیں آیاتِ قرآنِ مبیں روشن

سفر کرتی ہے کیا کیا رُوح بینائی کی آنکھوں میں
کہ جب پیشِ نظر ہوتی ہے طیبہ کی زمیں روشن

مدینے سے عجب، ہوتا ہے عالم آنے والوں کا
زباں خاموش آنکھیں نم بدن خوشبو جبیں روشن

اجالے رقص کرتے ہیں قمرؔ فانوسِ رحمت کے
دیئے نعتِ نبیؐ کے جب بھی ہوتے ہیں کہیں روشن

جو لب تلاوتِ اُمّ الکتاب کرتے ہیں
بیاں صفاتِ رسالتؐ مآب کرتے ہیں

وہ حرفِ مدحتِ آقاؐ ہے جس کی خوشبو سے
چمن میں چہرہ نمائی گلاب کرتے ہیں

سوا ہو شوق تو ذرّے بھی خاکِ طیبہ کے
جبیں کو رشکِ رُخِ ماہتاب کرتے ہیں

شعورِ اُسوۂ آقاؐ جنھیں نصیب ہوا
زبانِ سرِّ نہاں سے خطاب کرتے ہیں

عمامہ عشق شہِ دیںؐ کا باندھنے والے
قد آوری کا بپا انقلاب کرتے ہیں

بحکمِ رب ہی پہنچتے ہیں لوگ طیبہ میں
مگر وہ جن کا نبیؐ انتخاب کرتے ہیں

حساب اُن سے بروزِ حساب کیا ہوگا
قمرؔ جو ذکرِ نبیؐ بے حساب کرتے ہیں

☆☆

دیکھتے ہیں دیکھنے والے بھی اب ہو کر بلند
کر دیا خاکِ درِ اقدس نے کتنا سر بلند

کیوں نہ ہو مرکوز میرے دل پہ چشمِ اہلِ دل
ہے مقامِ دل بہ عشقِ شافعِ محشرؐ بلند

وادیٔ طیبہ ہے وہ منزل کہ ہوتا ہے جہاں
دیکھنے والوں کا معیارِ نظر یکسر بلند

ہے کرم فرما عجب آرام گاہِ مصطفیٰ
پست قامت بھی نظر آتے ہیں اُس در پر بلند

پیش کر کے بابِ رحمت پر ندامت کے گہر
مرتبے میں ہو گئی سر سے بھی چشمِ تر بلند

ختم نہ ہو پہلی کرن جب تک سرِ بابِ نبیؐ
یہ کہاں ممکن افق سے ہو سکے خاور بلند

فکر و فن کی ہر بلندی محوِ حیرت ہے قمرؔ
جانے کتنے قصرِ حرفِ نعت کے ہیں در بلند

✡ ✡

بفیضِ بادِ نبیؐ کچھ ایسے ہوئے سراپا مدد اجالے
سمٹ کے مجھ میں بڑھا رہے ہیں نفس نفس میرا قد اجالے

صدا رہے گا کوئی کسی کے نہ ساتھ لیکن بنامِ آقاؐ
ازل سے خوشبو کے ہمسفر کر دیئے گئے تا ابد اجالے

درود پڑھتے ہوئے جو پلکوں پہ بھی چراغاں ہوا تو جانا
طلب کو پہنچا رہے ہیں کیا کیا تڑپ کے ہاتھوں رسد اجالے

عمل اجالوں کا بزمِ ذکرِ نبیؐ میں ہوتا نہیں ہے کچھ کم
حدودِ کوئے نبیؐ میں رکھتے نہیں مگر کوئی حد اجالے

رہِ مدینہ میں ہر قدم پر چراغِ حسرت کی لو بڑھا کر
یقینِ منزل سے کر رہے ہیں گمانِ منزل کو رد اجالے

عجیب ہوتا ہے دل کا عالم کہ جب حضوری کی ساعتوں میں
جبیں کو دیتے ہیں جذب ہو کر قبولیت کی سند اجالے

قمرؔ دیارِ نبیؐ میں ہم کو بہ اعتبارِ مقام و منزل
کہیں بہ کیفِ جنوں ملے ہیں کہیں بہ رنگِ خرد اجالے

لاکھ تھے ضوفشاں پھر بھی ایسے نہ تھے قلب وجاں کے دیئے
عشقِ سرکارؐ نے معتبر کر دیئے قلب وجاں کے دیئے

اَوج پر تھا غمِ دوریٔ مصطفٰے اور پھر یہ ہوا،
بجھتے بجھتے بیادِ نبیؐ جل اٹھے قلب وجاں کے دیئے

آندھیوں کا ہُنر اِس حقیقت کی رکھتا نہیں ہے خبر
کتنے مربوط ہیں مرکزِ نور سے قلب وجاں کے دیئے

راہِ طیبہ ملی جلوہ گاہِ نبیؐ میں ہوئی حاضری
رشک اپنے مقدر پہ کرنے لگے قلب وجاں کے دیئے

جالیوں سے ہوا چھن کے آئی تو چھائی کچھ ایسی فضا
اشک بن بن کے پلکوں پہ روشن ہوئے قلب وجاں کے دیئے

قرب کی انتہا نے کیا وہ کرم ، کرکے آنکھوں کو نم . . . !
رکھ دیئے میں نے قدموں میں سرکارؐ کے قلب وجاں کے دیئے

سبز گنبد کو دیکھا ہی تھا اک نظر دیکھتے ہی قمرؔ
جلوۂ دید کی موج میں بہہ گئے قلب وجاں کے دیئے

☆☆

سب اسم لبوں کا نور آقاؐ
سرکارؐ، نبیؐ ، حضورؐ ، آقاؐ

سورج ہو لکھوں جو حرفِ مدحت
بخشیں وہ مجھے شعور آقاؐ

طیبہ کی تڑپ جنہیں ہے اُن کو
رکھتے ہی نہیں ہیں دور آقاؐ

دیکھا ہے درِ کرم کو جب سے
آنکھیں ہیں بہم طہور آقاؐ

میں جب بھی پکارتا ہوں دل سے
سنتے ہیں مری ضرور آقاؐ

نام آپؐ کا لیا ہے جب بھی،
پایا ہے عجب سرور آقاؐ

بس آپؐ بھرم قمؔر کا رکھ لیں
رکھے گا بھرم غفور آقاؐ

جس قدر جنبش بنامِ مصطفےٰ دیتے رہے
ہم لبوں کو لہجۂ بادِ صبا دیتے رہے

آرزو کرتے رہے یادِ شہِؐ کونین کی!
اور دل میں روشنی کو راستہ دیتے رہے

جذبۂ عشقِ نبیؐ سے لے کے تحریکِ جنوں
ہم چراغِ طاقِ ہستی کو جِلا دیتے رہے

نکہتیں ڈھلتی رہیں تحریر میں تاثیر کی !
حرف کو جتنا فزوں رنگِ ثنا دیتے رہے

ہے عجب وابستگیٔ نخلِ حُبِّ مصطفٰےؐ،
شاخِ دل کے خشک پتے بھی ہوا دیتے رہے

دامنِ ہستی کا سرمایہ سوا ہوتا رہا . !
جتنے آنسو بابِ رحمت کو صدا دیتے رہے

اذنِ آقاؐ ہو تو کتنی دور ہے طیبہ قمرؔ
فاصلے خود ہی سمٹ کر فیصلہ دیتے رہے

☆☆

تسلسل کی فضا میں لکھنے والے عمر بھر لکھیں
مگر سرکارؐ کی توصیف کم ہے جس قدر لکھیں

یہ حق وابستگیٔ اُسوہ آقاؐ سے ملتا ہے
کہ ہم اپنی دعاؤں کو بہ ایقانِ اثر لکھیں

قلم کو زندگی ، تحریر کو تاثیر مل جائے
جو ہم تعلیمِ شہرِ علم کے پیشِ نظر لکھیں

غمِ عشقِ نبیؐ کا ہے عجب عالم لکھیں کیا کیا
نفس کو روشنی لکھیں کہ اشکوں کو گہر لکھیں

بیادِ مصطفٰےؐ آتی ہے وہ منزل بھی لکھنے کی!
جہاں دل کو زباں، آنکھوں کو سر، سینے کو در لکھیں

مرے آقاؐ کسی صورت وہ صورت پھر نکل آئے
کہ لوحِ دید پر لمحے حضوری کی خبر لکھیں

قمرؔ چاہیں سند مقبول ہونے کی جو طیبہ سے
تو پھر نعتِ نبیؐ عشقِ نبیؐ میں ڈوب کر لکھیں

طلب ہے نور تو یاد آپ کی حضورؐ مہک
نہ دل سے دور اُجالا نہ دل سے دور مہک

جمال و جذب کا عالم عجیب رکھتے ہیں
درِ حضورؐ پہ رعنائی، رنگ، نور، مہک

ہوائے گلشنِ طیبہ کے ساتھ رہتی ہے
تمام روحِ لطافت سے چور چور مہک

مآلِ مدحتِ خیر الانامؐ کیا کہئے !
کہ میری فکر چمن ہے مرا شعور مہک

درود وردِ زباں جب کیا تو راز کھلا
کہ اپنے کیف میں رکھتی ہے کیوں سرور مہک

سجی ہے جب بھی نشستِ ثنا تو کرتی ہے
طواف گھر کا مرے جھوم کر ضرور مہک

قمرؔ زماں بہ زماں اسوۂ حضورؐ نہیں!
رواں دواں ہے بمثالِ یمِ طہور مہک

درِ نبیؐ پہ بہم کیوں نہ ہوں قیام طواف
جبیں کا کام جبیں سائی دل کا کام طواف

بفیضِ عشقِ نبیؐ منزلِ مدینہ میں
طلب تمام سعادت سفر تمام طواف

اذان گنبدِ خضرا نظر میں کیا گونجی
نمازِ دیدہ و دل کا ہوا امام طواف

حدودِ جلوہ گہِ مصطفٰےؐ میں ہوتا ہے
خرد کا نام عقیدت جنوں کا نام طواف

زباں خموش، نظر خم، چراغ پلکوں پر
کیا ہے بابِ کرم کا بالاہتمام طواف

طواف اُن پہ فدا کیوں نہ ہو جو کر آئے
درِ حضورؐ کا پڑھتے ہوئے سلام طواف

قمرؔ عجیب ہے کوئے رسولِ اکرمؐ بھی،
جہاں قیام فضیلت جہاں خرام طواف

☆☆

✧

صد رشکِ چمن ہے اُس کے لئے دنیا ہو کہ ہو عقبیٰ کا چمن
رکھتا ہے جو اپنے پیشِ نظر سرکارؐ کے نقشِ پا کا چمن

دنیا میں بفیضِ عشقِ نبیؐ کیا شان ہے اُس دیوانے کی
امروز کے آئینے میں جسے آتا ہے نظر فردا کا چمن

کردارِ نبیؐ سے پا کے ضیا، محبوبِ نبیؐ ہونا ہے جنہیں
محبوب وہ اپنی آنکھوں میں رکھتے ہی نہیں دنیا کا چمن

طالب کو پتے دیدار ہوئے مطلوب شفیعؐ روزِ جزا
یوں گردِ رہِ محبوبِ خدا ہونا تھا ہوا سدرہ کا چمن

ہر ذرّہ بہارِ فکر و نظر سنجیدہ فضا پُر کیف ہوا
یکتائے چمن ہے دنیا میں آرام گہِ آقاؐ کا چمن

اشکوں کے گہر پلکوں پہ عیاں جاری ہے زباں پر صلِّ علیٰ
ہر سانس پہ یوں مائل بہ کرم ہے یادِ شہِؐ بطحا کا چمن

یہ دولتِ فن کیا شے ہے قمرؔ سرمایہ ہستی نذر کروں
قسمت سے نظر آئے تو سہی آقا کے رُخِ زیبا کا چمن

★★

اب اُن کی گرد کو کرتی ہے ہر نگاہ تلاش
جو کر چکے ہیں درِ مصطفٰےؐ کی راہ تلاش

کسی کے ہیں نہ ہوئے ہیں مرے حضورؐ کے ہیں
وہ نقشِ پا جنہیں کرتے ہیں مہر و ماہ تلاش

درِ نبیؐ کی طلب میں بفیضِ عشقِ نبیؐ . !
یہ میرے اشک تسلسل ہیں میری آہ تلاش

دل و نظر کی حدیں ختم ہوں تو ہوتی ہے
سپردگی کی فضا میں نبیؐ کی چاہ تلاش

جبیں پہ خاکِ مدینہ کا یہ تصرّف ہے
مجھے کیا ہے اجالوں نے گاہ گاہ تلاش

ہیں اقتضائے حیات آشنا جو کرتے ہیں
حصارِ دامنِ سرکارؐ میں پناہ تلاش

یہ واقعہ ہے کہ پھر خود کو ڈھونڈتی ہے قمرؔ
نگاہ کرکے شہِ دیںؐ کی جلوہ گاہ تلاش

گفتگو کرتی ہے مجھ سے دو جہاں کی روشنی
جب سے عشقِ مصطفےٰؐ کی دل میں اتری روشنی

دل تو دل ہے جلوہ گاہِ سرورِ کونین میں
روح نے محسوس کی ہے ہلکی ہلکی روشنی

ہے عجب یادِ نبیؐ ، ہم صورتِ اشکِ رواں
قلب کے ظلمت کدے سے پھوٹ نکلی روشنی

یہ تو بس میں جانتا ہوں یا سنہری جالیاں
میری آنکھوں میں سمٹ آئی ہے کتنی روشنی

چوم کر خاکِ مدینہ کو جبینِ شوق نے
کتنی آسانی سے اپنے نام کر لی روشنی

کوچۂ طیبہ ، فضائے گنبدِ خضرا تمام
دلکشی ہی دلکشی ہے روشنی ہی روشنی

جادۂ ذکرِ نبیؐ پر ہوں رواں جب سے قمرؔ
ہو گیا میں روشنی کا اور میری روشنی

جمال تو پھر جمال ہے دلنشیں اثاثہ
مگر نبیؐ کا خیال بھی کم نہیں اثاثہ

رہِ مدینہ ہے وہ کہ ہوتا ہے جس پہ چل کے
سفر اثاثہ عمل اثاثہ یقیں اثاثہ

چراغِ آرام گاہِ آقاؐ جہاں ہے روشن
بساطِ روئے زمیں پہ ہے وہ زمیں اثاثہ

قریبِ قدمینِ مصطفےٰ رہ کے چند لمحے
سمیٹ لایا ہے میرا شوقِ جبیں اثاثہ

شعور و فکر و ہنر پہ یہ فیضِ حرفِ مدحت
کہیں اضافہ کہیں اجالا کہیں اثاثہ

عجیب شب تھی کہ نقشِ پائے نبیؐ کی صورت
زمیں سے پہنچا ہے تا بہ عرشِ بریں اثاثہ

قمرؔ جو مجھ کو عطا ہوا ہے دمِ حضوری
مرے اثاثوں میں ہے وہ سب سے حسیں اثاثہ

★★

کمالِ عرفان و آگہی کی سند یقیناً وہ پا چکے ہیں
جو اتّباعِ نبیؐ میں حسنِ عمل کے گوہر لٹا چکے ہیں

ہوائے شہرِ نبیؐ میں دیکھی وہ شانِ اندازِ ناخدائی
گماں کے دریا میں غوطہ زن بھی یقیں کے ساحل پہ آ چکے ہیں

شعور و فکر و نظر کے پیکر وہی رہے ہیں وہی رہیں گے
جو نقشِ پائے نبیؐ کو رہبر بنا رہے ہیں بنا چکے ہیں

بہ حسنِ سیرت بہ حسنِ صورت بہ حسنِ کردار ہے یہ روشن
ہمارا دل کیا تمہارا دل کیا وہ دونوں عالم پہ چھا چکے ہیں

وہی ضمانت ہے مغفرت کی وہی ذریعہ نجات کا ہے
حضورؐ اکرم عمل سے اپنے ہمیں جو رستہ دکھا چکے ہیں

غمِ نبیؐ میں بہ لب خموشاں بھگو کے پلکیں تڑپنے والے
نظر میں احساسِ زندگی کا حسین چہرہ سجا چکے ہیں

قمرؔ ہم اپنے دل و نظر میں چراغ حُبِّ نبیؐ جلا کر
حیات کی رہگذر سے نام و نشانِ ظلمت مٹا چکے ہیں

☆☆

جب سے ہے طیبہ نصیبی کی فضا پیشِ نظر
وہ بھی ہے پیشِ نظر جو کچھ نہ تھا پیشِ نظر

ابتداء میں ہوں رہِ عشقِ نبیؐ کی میں ابھی
اور سب کچھ ہے بہ رنگِ انتہا پیشِ نظر

آرزوئے شہرِ طیبہ ہے رہِ تکمیل میں
خواب سے تعبیر کا ہے سلسلہ پیشِ نظر

شاملِ حرفِ دعا نامِ نبیؐ جب بھی کیا
میں نے پایا ہے مآلِ مدعا پیشِ نظر

زندگی میں ہے بفیضِ اتّباعِ مصطفےٰؐ
منزلِ آئندگی کا راستہ پیشِ نظر

لطف پرور ہے کچھ ایسا لمحۂ فکرِ ثناؐ
جیسے اک عالم ہے رنگ و نور کا پیشِ نظر

رہ سکیں اوجھل قمرتا دیر کیسے منزلیں
ہے چراغ نقشِ پائے مصطفےٰ پیشِ نظر

⋆⋆

ہے بہ اندازِ حقیقت افضل و اعلیٰ مقام
دامنِ آقاؐ سے وابستہ غلاموں کا مقام

ہو گئی سنگِ درِ اقدس پہ جو اک بار خم
اُس جبیں کا ہے جہاں میں کس قدر اونچا مقام

کیا زمیں کیا عرش کیا عرشِ بریں کیا منتہیٰ
آپؐ کے قدموں نے روشن کر دیئے کیا کیا مقام

زندگی کو اعتبارِ زندگی آئے جہاں
ہے یقیناً کوچۂ شاہِ اُمم ایسا مقام

ہے بہ ہر جانب نظر میں روشنی ہی روشنی
اتّباعِ سرورِ عالمؐ نے وہ بخشا مقام

سربلندی کا گلستاں سرفرازی کا چمن
ہے بہ ہر صورت مدینہ عظمتوں والا مقام

رشتۂ ذکرِ شہِ دیںؐ کیسے ٹوٹے گا قمر
جانتا ہے مدح خوانِ مصطفیٰؐ اپنا مقام

☆☆

کسی حصار کو خاطر میں لائی کب خوشبو
بہ حرفِ ذکرِ نبیؐ جاگ اٹھی ہے جب خوشبو

بیانِ حبِّ نبیؐ ہو کہ ذکرِ کوئے نبیؐ ، !
جہاں میں پھیل رہی ہے بموجِ لب خوشبو

یہ فیض لمحۂ حمد و ثنائے آقاؐ ہے
مرے لبوں سے گلوں نے بھی کی طلب خوشبو

چلی ہے بات یقیناً کہیں مدینے کی !
فضا میں ڈھلتی نہیں ورنہ بے سبب خوشبو

وہ جن کو ذات سے نسبت ہے یا صفات سے ہے
تمام نام نبیؐ نور سب کے سب خوشبو

جبیں جو اپنی سجا لائے خاکِ طیبہ سے
نہ لے گی نام بچھڑنے کا اُن سے اب خوشبو

قمؔر جو نسبتِ عشقِ نبیؐ سے ہو تخلیق
بہ اعتبارِ عقیدت ہے وہ ادب خوشبو

حرفِ مدحت سے ہوا جب بھی سوالی دامن
ڈھل گیا رنگِ حقیقت میں خیالی دامن

بھیک طیبہ میں حضوری کی ملی ہے جب سے
شان کچھ اور ہی رکھتا ہے نرالی دامن

خالی دامن تو گیا ہوں درِ آقا ﷺ پہ مگر!
لوٹ کر آیا نہیں میں کبھی خالی دامن

بچھ کے سرکارؐ کے قدموں میں بصد حسنِ ادب
ملکِ عظمت کا ہوا وارث و والی دامن

جانے کیا رکھ دیا آقاؐ نے مرے دامن میں
عالی دامن بھی مجھے کہہ اُٹھے عالی دامن

منزلِ عشقِ نبیؐ وہ ہے کہ جس کی دھن میں
چاک ہو جائے تو ہوتا ہے مثالی دامن

بوئے کردارِ قمرؔ اپنی الگ رکھتا ہے ۔ !
جادۂ حبِّ شہِؐ دیں میں بلالیؓ دامن

رکھتا ہے کیف و راحتِ فکر و نظر سے کام
یادِ نبیؐ میں جس نے لیا چشمِ تر سے کام

اک بار جلوہ گاہِ نبیؐ دیکھنے کے بعد . . !
آنکھوں کو اب ہے خواہش بارِ دِگر سے کام

راز آشنائے مقصدِ ہستی ہوا وہ دل . . !
رہتا ہے جس کو عشقِ شہؐ بحر و بر سے کام

ہے اب تو زندگی کے سفر میں یہ آرزو
رکھوں میں صرف جانبِ طیبہ سفر سے کام

قدموں میں اس کے حق نے بچھا دیں بلندیاں
جس نے لیا ہے کوچۂ آقاؐ میں سر سے کام

آجائے جب خیالِ درِ مصطفٰےؐ تو پھر
کیا ذکرِ شام سے ہو کہ فکرِ سحر سے کام

روشن کئے چراغ رہِ زندگی قمر!
لے کر حروفِ مدحتِ خیر البشرؐ سے کام

☆☆

زبانِ ذکرِ حضورؐ جب سے رہینِ لب بستگاں نہیں ہے
خزاں رسیدہ چمن میں دل کے کہیں گمانِ خزاں نہیں ہے

دیارِ طیبہ میں یہ حقیقت عجیب رکھتی ہے رنگِ حیرت
عیاں ہے جو کچھ عیاں نہیں ہے نہاں ہے جو کچھ نہاں نہیں ہے

درِ نبیؐ ، اشکبار آنکھیں ، خموش لب ، نعت خواں نگاہیں
وہاں جو دیکھا ہے رنگِ ہستی وہ رنگِ ہستی یہاں نہیں ہے

کہاں کا احساسِ اجنبیّت ، نہ یہ مقامی نہ وہ مقامی
حدودِ شہرِ نبیؐ میں کوئی کسی سے دامن کشاں نہیں ہے

وہ سبز گنبد مَلک بھی جس کا طواف کرنے فلک سے اتریں
تو اس حوالے سے رشکِ عظمت زمین ہے آسماں نہیں ہے

حضورؐ سے لَو لگا کے دیکھیں درود لب پر سجا کے دیکھیں
جو کہہ رہے ہیں ہمیں میسّر سرورِ دل کیفِ جاں نہیں ہے

قمؔر بیادِ نبیؐ ہیں روشن چراغ پلکوں سے تا بہ دامن
سُپردگی کے اِس آئینے میں خودی کا نام و نشاں نہیں ہے

★★

بانٹتا ہے ظلمتوں میں روشنی کا اعتبار
جاگزیں جس دل میں ہے عشقِ نبیؐ کا اعتبار

راہ پاتا ہی نہیں دل میں کسی کا اعتبار
جب سے مہکا ہے گلِ حُبِّ نبیؐ کا اعتبار

اعتبارِ حرفِ مدحت تک پہنچنے کے لئے
چاہئے روشن چراغِ آگہی کا اعتبار

پا رہا ہے لب بہ لب ذکرِ شہؐ دیں رفعتیں
ڈھل رہا ہے دل بہ دل آسودگی کا اعتبار

فکرِ آقاؐ میں ہو شامل حبِّ آقا بھی تو پھر
رنگ لاتا ہے عجب وارفتگی کا اعتبار

ہے کمالِ منصبِ معراجِ ہستی کی سند
بارگاہِ مصطفےٰؐ میں حاضری کا اعتبار

منزلِ قدمینِ آقاؐ تک رسائی کیا ہوئی
مجھ سے نسبت چاہتا ہے خسروی کا اعتبار

جب سے آنکھوں نے طواف گنبد خضرا کیا
خواب سا ہے دو جہاں کی دلکشی کا اعتبار

جس کو آقاؐ چاہتے ہیں بخش دیتے ہیں قمرؔ
جانبِ شہرِ مدینہ رہروی کا اعتبار

⭑⭑

وہ ہستی رشکِ تائیدِ مبارک باد ہوتی ہے
حضوری کے لئے طیبہ میں جس کی یاد ہوتی ہے

خیالِ باغِ طیبہ کی فضا میں رہنے والے پر
کبھی کھلتا نہیں کیا ساعتِ بیداد ہوتی ہے

غمِ عشقِ شہِؐ کونین رکھتا ہے جسے تنہا۔!
وہ ذات اِک ذات کیا مجموعۂ افراد ہوتی ہے

کچھ اس رُخ سے نبیؐ کی یاد ہوتی ہے کرم فرما
طبیعت شاد ہوتی ہے اگر ناشاد ہوتی ہے

حسابِ حرفِ ذکرِ مصطفیٰؐ رکھیں تو کیا رکھیں
یہ سرشاری کہاں منت کشِ اعداد ہوتی ہے

درِ آقاؐ پہ ہوتا ہے عجب عالم تکلم کا . . !
لبِ اشکِ رواں پر دل کی جب روداد ہوتی ہے

قمرؔ سوچیں حضوری کی کہ فکرِ حرفِ مدحت ہو
بہر صورت مدینے سے طلب امداد ہوتی ہے

کیوں نہ ہو جائے فدا دیدہ و جاں کی محفل
ہے تصور میں شہِ کون و مکاں کی محفل

جب بھی ہوتا ہے کہیں ذکرِ درِ اقدس کا
خوب سجتی ہے مرے اشکِ رواں کی محفل

یہ بھی کچھ کم تو نہیں یادِ شہِ دیں کا کرم!
میں یہاں اور نگاہوں میں وہاں کی محفل

میں مدینے کا مسافر ہوں مری گردِ سفر
کیوں نہ ہو مہر و مہ و کاہکشاں کی محفل

یوں رہِ عشقِ نبیؐ میں ہے یقیں نور فشاں
دور مجھ سے ہے مرے وہم و گماں کی محفل

مہرباں جب سے بہارِ غمِ سرکارؐ ہوئی
ہو گئی خلد بداماں دل و جاں کی محفل

نسبتِ خاکِ مدینہ سے جبیں روشن ہے
اور چہرہ ہے قمر حسنِ جہاں کی محفل

اپنی منزل روز کر لیتا ہے آساں آفتاب
سبز گنبد کی سلامی پر ہے نازاں آفتاب

خاکِ طیبہ سے جسے نسبت کا حاصل ہے شرف
اُس جبیں کی ماہتابی پر ہے قرباں آفتاب

ہر سحر کیا میزبانِ روزِ روشن ہو سکے
گر نہ ہو ہر شب درِ اقدس پہ مہماں آفتاب

میں تو میں ہوں، رونقِ شہرِ مدینہ دیکھ کر
دم بخود ہیں ماہ و انجم محوِ حیراں آفتاب

دل سے دامن تک۔ نہ کیوں ہو روشنی ہی روشنی
ہیں بیادِ مصطفٰے پلکوں پہ لرزاں آفتاب

ذکرِ آقا سے سجی رہتی ہے بزمِ روز و شب!
چاند تارے سامعیں ہیں اور ثنا خواں آفتاب

یہ مآلِ فکرِ نعتِ مصطفٰے ہے اے قمر
سینۂ قرطاس پر دیکھے نمایاں آفتاب

★★

تمنا، جستجو، نسبت، عقیدت اب یہاں تک ہے
سفر میرے تخیّل کا مکاں سے لامکاں تک ہے

مدینے کے سفر میں کیا خیالِ منزلت مہکا!
معطر بوئے بے تابی سے گردِ کارواں تک ہے

نہ اب تک ہو سکی لفظ و بیاں سے طے کسی صورت
حدِ ذکرِ حبیبؐ کبریا جانے کہاں تک ہے

نفس کی آمد و شد ہے اساسِ زندگی کیا کیا
مہک یادِ نبیؐ کی یوں دلِ بے چارگاں تک ہے

غمِ عشقِ نبیؐ نے یوں کیا شاداب آنکھوں کو
بہارِ بے خزاں، اب صحنِ دل کیا دشتِ جاں تک ہے

عجب ہیں نکہتیں گلہائے ذکرِ شاہِؐ والا کی !
معطر حرفِ مدحت سے مرا طرزِ بیاں تک ہے

قمر آیاتِ قرآں آئینہ ہیں اس حقیقت کا
رسائی شاہِ بطحاؐ کی حجابِ درمیاں تک ہے

وہ چہرے آئینہ صورت منوّر ہوتے جاتے ہیں
غمِ سرکارؐ میں جو غم کے پیکر ہوتے جاتے ہیں

ٹپکتے ہیں درِ اقدس کی حسرت میں جو آنکھوں سے
وہ قطرے معنویّت میں سمندر ہوتے جاتے ہیں

بہ ہر لمحہ نظر میں جب سے ہے کردار آقاؐ کا !
رہِ ہستی کے سارے معرکے سر ہوتے جاتے ہیں

بنا لیتے ہیں جو حُبِّ نبیؐ کو مقصدِ ہستی!
وہ پتھر سے گہر، گل سے گلِ تر ہوتے جاتے ہیں

یہ عقدہ اتباعِ سرورِؐ عالم سے کھلتا ہے
کہ آئینہ صفت کیوں آئینہ گر ہوتے جاتے ہیں

جنہیں توفیق، مدحِ مصطفٰےؐ کی ملتی رہتی ہے
وہ اپنی ذات میں نعتوں کا دفتر ہوتے جاتے ہیں

یہ عالم ہے قمرؔ سنگِ درِ آقاؐ سے نسبت کا
کہ سجدے عظمتِ محراب و منبر ہوتے جاتے ہیں

وہ افتخار ہو اعظمتِ دوامی کا
ملا حضورؐ سے جس کو شرف غلامی کا

نظر میں کیف، دماغ آسماں پہ، دل میں سرور
عجیب لطف، مدینے میں ہے خرامی کا

مرا تو ربط شہِ دیںؐ سے ہے بہ حرفِ درود
صبا سے کام جو لیتا ہے بے پیامی کا

خدا کے بعد شہِ انبیاءؐ کی مدحت میں
ہنر کسی کو نہیں قادر الکلامی کا

کرم کی حد ہے کوئی کربلا کے آقاؑ نے
شرف مجھے بھی کیا ہے عطا سلامی کا

نہ کیسے دل میں اتر جائے ہر قیامی کے
خلوص نام ہے طیبہ کے ہر مقامی کا

اجالے کیوں نہ مری فکر کا طواف کریں
میں مدح خواں ہوں قمر مرسلِ تہامیؐ کا

نظر میں ہیں کیا بابِ رحمت کی راہیں
بصارت نے پائیں بصیرت کی راہیں

چراغِ ہدایت سے نوعِ بشر تک
ملیں کتنی روشن حقیقت کی راہیں

کھلیں حسنِ کردارِ آقاؐ سے کیا کیا
اخوّت کی راہیں محبت کی راہیں

نگاہیں رہِ حق سے واقف ہوئیں کیا
نکل آئیں آقاؐ سے قربت کی راہیں

خیالِ نبیؐ سے دیارِ نبیؐ تک ۔ ۔ !
رہیں ہمسفر نور و نکہت کی راہیں

یہ فیضِ رہِ اتّباعِ نبیؐ ہے ۔ ۔ !
گریزاں ہیں مجھ سے مصیبت کی راہیں

دکھائیں مجھے ذکر و فکرِ نبیؐ نے
قمرؔ وسعتِ علم و حکمت کی راہیں

ذکر میں یوں بلاغ رکھا ہے
حرفِ مدحت چراغ رکھا ہے

جذبۂ مدحِ شاہِ بطحا نے
مجھ کو روشن دماغ رکھا ہے

ماہِ طیبہ سے روشنی لے کر،
دل کو محرومِ داغ رکھا ہے

حُبِّ محبوبِ کبریا نے مجھے
صاحبِ دل فراغ رکھا ہے

طلعتِ دل میں بہ حسنِ فکرِ نبیؐ
روشنی کا ایاغ رکھا ہے

اہلِ دل پر نبیؐ نے در اپنا
منزلِ بے سراغ رکھا ہے

نکہتِ یادِ مصطفٰےؐ نے قمرؔ
ہر نفس باغ باغ رکھا ہے

جو عشقِ سرورِ کون و مکاں میں چُور ہوتا ہے
غلامِ مصطفٰے کے نام سے مشہور ہوتا ہے

نکل آتی ہیں کیا کیا صورتیں طیبہ نصیبی کی
بلانا جب مرے سرکارؐ کو منظور ہوتا ہے

میسّر جس کو آجاتی ہے خاکِ کوچۂ اقدسؐ
نمایاں اُس جبیں پر کس بلا کا نور ہوتا ہے

وہ منزل ہے درِ محبوبؐ ربّ العالمیں جس میں
محبت شرط ہوتی ہے عمل دستور ہوتا ہے

کھلا وابستۂ ذکرِ نبیؐ ہو کر یہ راز آخر
غمِ احساسِ دوری جس قدر ہو دور ہوتا ہے

بہ ہر لمحہ رہے یادِ نبیؐ جس پر کرم فرما
وہ دل تو دل نہیں ہوتا چراغِ طور ہوتا ہے

درِ فکرِ شہؐ کونین کھلتا ہے قمرؔ جب بھی
اثر دل پر سرور و کیف کا بھرپور ہوتا ہے

طلبگارِ دَریوں ہیں سرکار آنکھیں
بھرم چاہتی ہیں گنہگار آنکھیں

میسّر ہو خاکِ مدینہ تو آقا
ادا کر سکیں اپنا کردار آنکھیں

ہوئی مہرباں جن پہ جالی سنہری
وہ آنکھیں ہیں کیا کیا ضیا بار آنکھیں

الٰہی جو فرشِ رہِ مصطفیٰؐ ہوں
مجھے ہر نفس ہیں وہ درکار آنکھیں

کیا سبز گنبد نے سیراب جن کو
وہ ویران آنکھیں ہیں گلزار آنکھیں

بیادِ نبیؐ اشکباری کا عالم!
تمنائے دل کا ہیں اظہار آنکھیں

جنہیں نقشِ پائے نبیؐ کی طلب ہے
قمرؔ کس قدر ہیں وہ بیدار آنکھیں

کھل گیا مجھ پر یہ حسنِ ارتباطِ زندگی
ہے غمِ عشقِ نبیؐ روحِ نشاطِ زندگی

میرے آقاؐ نے مجھے اذنِ حضوری کیا دیا
ہر نفس ہر گام روشن ہے صراطِ زندگی

پا رہے ہیں لمحہ لمحہ پیکرِ حسنِ عمل
اتباعِ مصطفیٰؐ سے انبساطِ زندگی

دیکھئے روشن چراغِ اسوۂ شاہِ امم ﷺ!
کیجئے کسبِ کمالِ انضباطِ زندگی

سربلندی کی عطا، ایسی درِ سرکار ﷺ نے
مجھ سے خائف اب ہے کیا کیا انحطاطِ زندگی

کام رکھتا ہے جو یادِ مصطفٰے ﷺ سے ہر نفس
اُس کو حاصل ہے متاعِ احتیاطِ زندگی

ہیں کرم فرما شہِ کون و مکاں ﷺ جب سے قمرؔ
پرتوِ معیار رہتی ہے بساطِ زندگی

بفیضِ عشقِ نبیؐ معتبر اجالوں نے
بنا لیا ہے مجھے ، ہمسفر اجالوں نے

بسی ہے جس میں درِ مصطفٰےؐ کی تابانی
اسی نظر سے لیا ہے اثر اجالوں نے

وہ رنگ و نور کا عالم ہے اُن کے ذکر کے ساتھ
کہ جیسے دیکھ لیا میرا گھر اجالوں نے

قدم قدم پہ بہ اعجازِ اتباعِ رسولؐ !
خراج پیش کیا کس قدر اجالوں نے

اٹھی جو خاکِ مدینہ کو چوم کر اک بار
پھر اُس جبیں پہ دکھایا ہُنر اجالوں نے

جسے نبیؐ سے ملی ہے سند غلامی کی !
اسے سلام کیا عمر بھر اجالوں نے

لبوں پہ جب بھی سجی نعتِ سرورِ عالمؐ
تو حرف حرف نوازا قمرؔ اجالوں نے

★ ★

پھر ہوگا کرم مجھ پہ یوں اک بار یقیناً
بلوائیں گے در پر مجھے سرکارؐ یقیناً

اے ذوقِ طلب اُن کا تصور ہو بہ ہر گام
ہو جائے گی آساں رہِ دشوار یقیناً

دیکھوں گا حقیقت کی نگاہوں سے پھر اک دن
میں جلوہ گہِ سیدِ ابرارؐ یقیناً

ہے جس پہ عیاں گنبدِ خضرا کی حقیقت
رکھتا ہے وہی دیدۂ بیدار یقیناً

حاصل ہیں غمِ دوریٔ طیبہ کی بدولت
آنکھوں کو مری اشکِ گہر بار یقیناً

دیر اتنی کہ چومے یہ جبیں خاکِ مدینہ
کھُل جائیں گے مجھ پر بھی سب اسرار یقیناً

آقا تو قسم ہے شافعِ محشر ہیں، مجھے بھی
سمجھیں گے شفاعت کا سزاوار یقیناً

☆☆

کعبۂ قلب و نظر ہے جلوہ گاہِ مصطفےٰؐ
روح پرور کس قدر ہے جلوہ گاہِ مصطفےٰؐ

ہر بشر اذنِ حضوری کی نہ رکھے کیوں تڑپ
عظمتِ نوعِ بشر ہے جلوہ گاہِ مصطفےٰؐ

جاں چھڑکتی ہے بہ حُسنِ احترام اس پر حیات
جسکے دل میں جلوہ گر ہے جلوہ گاہِ مصطفےٰؐ

بے بصارت صاحبِ حسنِ بصیرت کیوں نہ ہو
مطلعِ نورِ بصر ہے جلوہ گاہِ مصطفیٰ

مل گیا اہلِ زمیں کو عرش والوں کا نصیب
جب سے فرشِ خاک پر ہے جلوہ گاہِ مصطفیٰ

گامزن ہونا اُدھر، پانا ہے معراجِ سفر
اے سفر پیکر جدھر ہے جلوہ گاہِ مصطفیٰ

جانتے ہیں سب دعائیں مانگنے والے قمرؔ
نازشِ بابِ اثر ہے جلوہ گاہِ مصطفیٰ

☆☆

روشن چراغِ عظمت و حکمت میں ڈھل گیا
جو حرف شہرِ علم کی مدحت میں ڈھل گیا

سر وہ کہ جس میں خاکِ مدینہ کا ہو جنوں!
دل وہ جو شاہِ دیںؐ کی محبت میں ڈھل گیا

چشمِ کرم کا رہروِ طیبہ پہ یہ کرم . . !
سورج کا روپ سایۂ رحمت میں ڈھل گیا

پیشِ درِ حضورؐ وہ گذری نگاہ پر ۔ ۔ !
دل کا شعور اشکِ ندامت میں ڈھل گیا

بخشی عجیب کوچۂ رفعت نے روشنی
آنکھوں کا نور دل کی بصیرت میں ڈھل گیا

دونوں جہاں کی عظمتیں اس نے سمیٹ لیں
جو آئینہ حضورؐ کی سیرت میں ڈھل گیا

سایہ فگن جو گنبدِ خضرا ہوا قمؔر
میں آب و تابِ ماہِ فضیلت میں ڈھل گیا

✡✡

آرزو ہے دل گرفتہ چشمِ تر آراستہ
جانبِ طیبہ نظر آؤں سفر آراستہ

قصرِ دل، کانِ جبیں، کوئے نظر، ایوانِ جاں
ہیں بیادِ شاہؐ والا کتنے گھر آراستہ

دن تو دن، باشندگانِ وادیٔ عشقِ نبیؐ
ظلمتِ شب کو بھی رکھتے ہیں سحر آراستہ

ہوئے ہم آغوشِ نخلِ اسوۂ سرکارؐ سے
شاخِ ہستی ہے بہ ہر پہلو ثمر آراستہ

احترامِ خاکِ طیبہ میں نگاہِ وقت نے
کہکشاں دیکھی جبینِ شوق پر آراستہ

ہے عجب شانِ درِ اقدس کہ ہوتا ہے جہاں
ہر گلِ بوئے دعا، بوئے اثر آراستہ

گرد کو ان کی پہنچنا بھی قمرؔ اعزاز ہے
حرفِ مدحت سے جو گذرے ہیں اثر آراستہ

جب سے بابِ نبیؐ ہے آنکھوں میں
کس قدر زندگی ہے آنکھوں میں

سبز گنبد کا عکس پڑتے ہی . . !
دلکشی آگئی ہے آنکھوں میں

عشقِ آقاؐ سے قلب روشن ہے
قلب کی روشنی ہے آنکھوں میں

اتباعِ حضورؐ کے صدقے
عظمتِ آدمی ہے آنکھوں میں

در سے آقاؐ کے سیر ہو کر بھی
اک عجب تشنگی ہے آنکھوں میں

راہ وہ اُسوۂ نبیؐ سے ملی !
فکرِ آئندگی ہے آنکھوں میں

خاکِ طیبہ سے اے قمرؔ ہم نے
روح بیدار کی ہے آنکھوں میں

فکر پر جب ذکر کی ساعت کے دروازے کھُلے
ہوگئی روشن فضا نکہت کے دروازے کھُلے

اللہ اللہ آمدِ سرکارؐ کا یہ اہتمام۔!
دو جہاں پر کثرتِ نعمت کے دروازے کھُلے

سُن کے دستک نقشِ پائے سیّدِ کونین کی،
فرش کیا ہے عرش کی قسمت کے دروازے کھُلے

میں تو پہنچا بھی نہ تھا بازارِ طیبہ تک ابھی
چشمِ حیرت پر مری قیمت کے دروازے کھلے

ہے بہ اندازِ دگر مصروفِ لطفِ زندگی !
جس پہ شہرِ نور میں فرصت کے دروازے کھلے

ہے عجب شہرِ مدینہ از طفیلِ مصطفٰےؐ!
جس طرف دیکھا ملے جنت کے دروانے کھلے

میں کہاں سرکارؐ کی مدحت کہاں پھر بھی قمر
حرفِ مدحت سے مری شہرت کے دروازے کھلے

نعت گوئی ایک مشکل فن ہے۔ حضورِ اقدس سے وابستگی اِسکی پہلی شرط ہے۔ اس کا دُوسرا حصہ شاعری اور فنِ شعری سے مُتعلق ہے جہاں تک قمؔر وارثی کا تعلق ہے۔ اُن کی مشق، محنت اور دقّت پسندی اب کوئی ڈھکی چُھپی بات نہیں۔ وہ مُشکل بات کو کہہ لینے کا فن جانتے ہیں بلکہ وہ اپنی ساری آگہی اور توانائی کو قافیے کے برتنے اور ردیف کے نبھانے میں صرف کر دینے کے ھُنر سے بھی واقف ہیں۔ اُن کے یہاں جذبے کی سرشاری سے کہیں زیادہ لفظی نادرہ کاری کے کمالات ملتے ہیں۔

رہ گئی اُن کی نعت گوئی تو قمؔر وارثی باقاعدہ نعت کے شاعر ہیں۔ وہ دوسرے بیشتر شعرا کی طرح صرف تبرکاً یا محض ضرورتاً نعت نہیں کہتے بلکہ اُن کے وجود میں نعت کی تڑپ موجود ہے۔ اُن کی نعت گوئی آقا ؐ کے دوجہاں سے وابستگی کا بیّن ثبوت ہے۔ اللہ اُن کے فن کو کمالِ فن تک پُہنچائے اور اُن کے بیان کو حُسنِ بیان اور اُنکے کلام کو تاثیرِ کلام سے آشنا کرے۔ آمین

غلامِ غلامانِ خیرُ الانام

حنیفؔ اسعدی

۲۴ جون سنہ ۱۹۹۴ء

قمرؔ وارثی، ادبی دُنیا کا ایک جانا پہچانا نام۔ جس عُمر اور جس کم وقت میں اِس شاعر نے اپنی صلاحیتوں کا اعتراف کروایا ہے اِسکی مِثال خال خال ملیگی۔ اِس شاعر کے بارے میں یہ رائے قائم کرنا اب ذرا مُشکل ہے کہ شعری ادب میں یہ غزل میں کامیاب ہے، نعت نگاری میں، تاریخ گوئی میں، سلام یا مناقب میں۔ مزید ان میں نمایاں حیثیت کے ساتھ ظفر مند۔ کئی کتابوں شمسُ الضُّحیٰ ؐ، یمِ تحریک، عطائے ظہورؒ، آئینۂ ظہورؒ، حُضورِ وارثؒ کا مُصنّف اور اب یہ چھٹی کتاب ہے کہفُ الوریٰ ؐ پہلی کتاب شمسُ الضُّحیٰ ؐ کی طرح نعتیہ مجموعہ۔ عہدِ موجود میں تیزی کے ساتھ مقبول ہونے والی نعتیہ شاعری میں قمرؔ وارثی کی نعت نگاری جذبات، لہجے، اسلوب، مُشکل ردیفوں اور مُترنّم بحروں کے سبب اپنی ایک نُمایاں شناخت رکھتی ہے۔ ایک پُر ہجوم میلے میں اپنی پہچان رکھنا آسان نہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ قد آوری اللہ ربُّ العزّت نے اپنے حبیب ؐ کی مِدحت کے صلے میں عطا فرمائی ہے جس اہتمام، جس مُحبّت اور جس عقیدت کے ساتھ یہ نعت کہتے ہیں اِن کی خوشبو کو بیان کرنے کے لئے بہت سا وقت چاہیے۔ بہت سے پہلو ہیں جو بیان ہونے کے متقاضی ہیں۔ سرکارِ رسالت مآب ؐ کی اُن پر خاص نظر ہے ہر سال حاضری کے لئے بُلائے جاتے ہیں اور ہر سال عمرے کی سعادت اُن کے نصیب کا حصّہ بنادی جاتی ہے۔ قمرؔ وارثی کے لئے یہ اعزاز، یہ مرتبہ، یہ نوازش، یہ کرم اللہ اللہ۔ کون ہے جو ان پر رشک نہیں کرے گا۔

اخترؔ لکھنوی